5161CH31

منظوم ڈراما

’منظوم ڈراما‘ اُس ڈرامے کو کہتے ہیں جو نظم کی صورت میں لکھا گیا ہو۔ اس میں کردار ہمیشہ شعری پیرائے میں ہی مکالمہ ادا کرتا ہے یعنی منظوم ڈرامے میں پوری گفتگو شاعری میں ہوتی ہے۔ ڈرامہ نگار کے لیے ضروری ہوتا تھا کہ اُسے شاعری کے اسرار و رموز کا علم ہو، ساتھ ہی ڈراما کے فن پر بھی مضبوط گرفت ہو۔ اردو میں ڈرامے کی ابتدا منظوم ڈرامے سے ہوئی۔ واجد علی شاہ نے اپنی مثنویوں کو ڈرامے کی صورت میں اسٹیج پر پیش کیا، اس کے بعد رہس کھیلا اور پھر رادھا کنہیا کا قصہ۔ یہ تمام منظوم صورت میں ہی پیش کیے گئے۔ امانت لکھنوی نے ’اندر سبھا‘ کو بھی منظوم ڈرامے کی شکل میں ہی پیش کیا جو بے حد مقبول ہوا۔ اس کے بعد کئی اندر سبھائیں لکھی گئیں جو منظوم ڈرامے کی شکل میں ہی تھیں۔ اندر سبھا کی تقلید میں ڈراما ناگر سبھا لکھا گیا جو منظوم ڈراما ہی تھا۔ پارسی تھیئٹر کے ذریعے پیش کیے جانے والے ڈراموں میں بیشتر منظوم ڈرامے ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ اُس زمانے میں ڈراما نگار ہونے کا ایک پیمانہ شاعر ہونا بھی قرار پایا۔

آگے چل کر منظوم ڈرامے کو پیش کرتے ہوئے رقص و موسیقی کا سہارا لیا گیا۔ اس سے نہ صرف ڈرامے پر اثر ہوتے تھے بلکہ عوام کی دلچسپی بھی برقرار رہتی تھی۔ پہلے پہل تو منظوم مکالمے بلند آواز میں ادا کیے جاتے تھے لیکن بعد میں موسیقی کی مدد سے گا کر پیش کیے جانے لگے۔ رفتہ رفتہ منظوم ڈرامے نے ’اوپیرا‘ کی شکل اختیار کر لی۔ اوپیرا کو رقص و سرود کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے اندر موسیقی کا تسلسل ٹوٹتا نہیں ہے۔

© NCERT not to be republished

S161CH32

امانتؔ لکھنوی

(1858—1815)

سید آغا حسن نام، امانت تخلص تھا۔ وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور وہیں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ ان کے بزرگ، ایران سے ہندوستان آئے تھے۔ ان کے جد اعلیٰ سیّد علی رضوی، مشہد مقدس میں حضرت امام رضا کے روضے کے نگراں تھے۔ ایک مرض کے نتیجے میں امانت لکھنوی کی زبان بند ہوگئی۔ انھوں نے زیارت کی غرض سے عراق کا سفر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دن امام حسنؑ کے روضے پر دعا مانگ رہے تھے کہ ان کی زبان، جو تقریباً دس برس سے بند تھی، خود بہ خود کھُل گئی، مگر لکنت باقی رہی۔

امانت لکھنوی نے پندرہ برس کی عمر سے شعر گوئی کا آغاز کیا۔ ابتدا میں چند نوحے اور سلام کہے پھر غزل گوئی کی جانب متوجہ ہوئے۔ عراق کے سفر سے واپس آنے کے بعد مرثیہ گوئی کی طرف مائل ہوگئے۔ امانت کے بیٹے لطافتؔ نے ان کا کلام یکجا کر کے 'خزائن الفصاحت' کے تاریخی نام سے شائع کیا۔

امانت لکھنوی نے استسقا کے مرض میں مبتلا ہو کر چوالیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ آغا باقر کے امام باڑے کے قریب مسافر خانے میں دفن کیے گئے۔

© NCERT not to be republished

5161CH33

اندرسبھا

فن موسیقی کی سرپرستی ہندوستان کے راجاؤں اور بادشاہوں کا معمول تھا۔ اودھ کے نوابوں نے بھی اس روایت کو قائم رکھا۔ اودھ کے آخری تاجدار واجد علی شاہ اپنے زمانے میں رقص وموسیقی کے سب سے بڑے سرپرست تھے۔ ان کے دور میں ڈراما لکھنے اور اسے شاہی محفلوں میں دکھانے کا رواج بہت مقبول ہوا۔ انھیں محفلوں سے متاثر ہو کر سیّد آغا حسن امانت لکھنوی نے 'اندرسبھا' کے نام سے ایک منظوم ڈراما لکھا۔

امانت کی 'اندرسبھا' پہلا عوامی ڈراما ہے جسے غیر معمولی شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی۔ جہاں کہیں اسٹیج کیا جاتا تھا، تماشائی، دور دور سے بڑی تعداد میں اسے دیکھنے پہنچتے تھے۔ بہت سی پیشہ ور ناٹک منڈلیاں قائم ہوگئی تھیں جو دیہاتوں، قصبوں اور شہروں میں اجرت پر اندرسبھا کا کھیل دکھاتی تھیں۔

اندرسبھا کا کھیل بعض جزئیات میں قدیم ہندوستانی ناٹک سے، بعض میں قدیم یونانی ڈرامے سے اور بعض میں انگلستان کے عہدِ الیزابیتھ کے ڈرامے سے مشابہ ہے۔ قدیم ہندوستانی ڈرامے میں اسٹیج پر صرف پچھلا پردہ پڑا رہتا تھا۔ اندرسبھا میں بھی مقام کا تصوّر پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ کسی کردار کا اپنا پارٹ ادا کر کے تماشائیوں سے ذرا الگ ہٹ جانا اور دوسرے کردار کا سامنے آکر اپنا کام کرنا سین بدل جانے کے برابر تھا۔ جب اس طرح خیالی طور پر سین بدل جاتا تھا تو وہی جگہ جو ابھی کچھ تھی اب کچھ اور بن جاتی تھی۔ مثلاً وہی جگہ جو ابھی اندر کی سبھا تھی اب سبز پری کا باغ بن گئی۔

اس منظوم ڈرامے میں کل آٹھ کردار ہیں۔ یوں تو ہر کردار دلچسپ ہے لیکن راجہ اندر

© NCERT not to be republished

اور سبز پری کے کرداروں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہی وہ کردار ہیں جن کے سبب ڈرامے میں تشویش، حرکت، کشمکش اور دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

[تلخیص مقدمہ: سید مسعود حسن رضوی ادیبؔ]

امانت کی اندرسبھا اردو میں اوپیرا (Opera) کا اولین نمونہ ہے۔ اسے ہم منظوم ڈراما بھی کہہ سکتے ہیں جسے رقص و موسیقی کی مدد سے اسٹیج پر پیش کیا جاتا ہے۔ اردو میں اسٹیج ڈرامے کی روایت کے باقاعدہ آغاز سے پہلے اندرسبھا کی مقبولیت نے ایک پس منظر تیار کر دیا تھا۔ اندرسبھا کی روایت سے بعد کے ڈراما نگاروں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ اردو میں آپیرا کی روایت بتدریج ترقی کرتی رہی، نئے پرانے بہت سے شاعروں نے آپیرا یا غنایئے لکھے جن میں تمثیلوں اور تاریخی واقعات پر مبنی کھیل بھی اسٹیج کیے جاتے رہے ہیں۔

© NCERT not to be republished

آمد راجا اندر کی بیچ سبھا کے

سبھا میں دوستو اندر کی آمد آمد ہے
پری جمالوں کے افسر کی آمد آمد ہے

خوشی ہے چہچہے لازم ہیں صورتِ بلبل
اب اس چمن میں گلِ تر کی آمد آمد ہے

فروغِ حسن سے آنکھوں کو اب کرو روشن
زمیں پہ مہرِ منور کی آمد آمد ہے

زمیں پہ آئیں گی راجہ کے ساتھ اب پریاں
ستاروں کی، مہ انور کی آمد آمد ہے

غضب کا گانا ہے اور ناچ ہے قیامت کا
بہار فتنۂ محشر کی آمد آمد ہے

بیان راجہ کی آمد کا کیا کروں استاؔد
جگر کی جان کی دلبر کی آمد آمد ہے

چوبولا* اپنے حسبِ حال زبانی

راجہ ہوں میں قوم کا اور اندر میرا نام
بن پریوں کی دید کے نہیں مجھے آرام

سنو رے میرے دیو رے دل کو نہیں قرار
جلدی میرے واسطے سبھا کرو تیار

آمد پکھراج پری کی بیچ سبھا کے

محفلِ راجہ میں پکھراج پری آتی ہے
سارے معشوقوں کی سرتاج پری آتی ہے

اس کا سایہ نہ کبھی خواب میں دیکھا ہوگا
آدمی زادوں میں وہ آج پری آتی ہے

شعرخوانی اپنے حسبِ حال زبانی پکھراج پری کی

گاتی ہوں میں اور ناچ سدا کام ہے میرا
آفاق میں پکھراج پری نام ہے میرا

استاد کو دیتی ہوں دعائیں دل و جاں سے
یہ کام جہاں میں سحر و شام ہے میرا

---

* چوبولا: چار مصرعوں کا گیت

© NCERT not to be republished

غزل بسنت کی زبانی پکھراج پری کی فصل بہار میں

ہیں جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی
پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی
کیا فصل بہاری نے شگوفے ہیں کھلائے
معشوق ہیں پھرتے سرِ بازار بسنتی
گیندا ہے کھِلا باغ میں میدان میں سرسوں
صحرا وہ بسنتی ہے یہ گلزار بسنتی

درخواست نیلم پری کی زبانی راجا اندر کی

خوب رجھایا ناچ کے گا کے
پاس مرے اب بیٹھ تو آ کے
خوش ہوئی تجھ سے ساری محفل
اب ہے نیلم پری کی باری

لاؤ نیلم پری کو

شعرخوانی حسبِ حال اپنے زبانی نیلم پری کی

حوروں کے ہوش اڑتے ہیں اڑنے کی شان پر
نیلم پری ہے نام مرا آسمان پر
اللہ کے کرم سے زمانے میں ہے عروج
جُھکتا ہے سر فلک کا مرے آستان پر

چھند زبانی نیلم پری کی بیچ سبھا کے

میں چیری سرکار کی اور تم راجوں کے راج
گانا مجھ معشوق کا سنو غور سے آج
سنو غور سے آج مرا راجا جی گانا
ناچ کی چھل بل دیکھ کر دیکھو بتلانا

چھند زبانی نیلم پری کی بیچ سبھا کے

آئی ہوں میں دور سے چیزیں کر کے یاد
مجرا میرا دیکھ کر کرو مرا دل شاد
کرو مرا دل شاد کہ میں جی کھول کے گاؤں
گا کے ناچ کے آج ہنر اپنا دکھلاؤں

© NCERT not to be republished

فقرے لال پری کی درخواست میں زبانی راجا اندر کی

دکھا چکی تو کرتب سارے پہلو میں اب بیٹھ ہمارے
کیا سبھا میں تونے نام اب ہے لال پری کا کام
لاؤ لال پری کو

آمد لال پری کی بیچ سبھا کے

سبھا میں لال پری کی سواری آتی ہے جمانے رنگ اب اندر کی پیاری آتی ہے
شفق میں آئے گا جھُرمٹ نظر ستاروں کا پہن کے سرخ وہ پوشاک پیاری آتی ہے

شعر خوانی زبانی لال پری کی بیچ سبھا کے

انساں کا کام حُسن پہ میرے تمام ہے جوڑا ہے سُرخ، لال پری میرا نام ہے
یاقوت زرخرید ہے سرکار کا مری نوکر عقیق لعلِ بدخشاں غلام ہے

چھند زبانی لال پری کی بیچ سبھا کے

بیٹھی تھی میں قاف جو جوڑا پہنے لال یہاں بلا کر آپ نے بڑھوایا اقبال
بڑھا دیا اقبال کہ یاں مجھ کو بلوایا سماں سبھا کا آج بہت دن بعد دکھایا

غزل ساون زبانی لال پری کی ساون کی فصل میں

دل کو مرغوب ہے جو ٹھنڈی ہوا ساون کی مانگتی ہوں میں سدا حق سے دعا ساون کی
یاد آتا ہے وہ سبزہ وہ گھٹا ساون کی شکل دکھلائے کہیں جلد خدا ساون کی

© NCERT not to be republished

آمد سبز پری کی بیچ سبھا کے

آتی نئے انداز سے اب سبز پری ہے
لب سرخ ہیں پر سبز ہیں پوشاک ہری ہے
فیروزہ اسے دیکھ کے کھا جاتا ہے ہیرا
چہرے میں زمرّد سے سوا جلوہ گری ہے
جن اُس سے خجالت کے سبب اُڑ نہیں سکتے
پریوں کو سدا شرم سے بے بال و پری ہے
زیور کی ہے کیا شان چھریرے سے بدن پر
اک شاخ ہے نازک کہ شگوفوں سے بھری ہے

چوبولا زبانی سبز پری کی

راجا جی تو سوگئے دیا نہ کچھ انعام
جاتی ہوں میں باغ میں یہاں مرا کیا کام
سن رے کالے دیو رے تو مری ایک بات
آتی تھی راجا کے گھر میں جو آج کی رات
شہزادہ اک بام پر سوتا تھا نادان
جوبن اس کے دیکھ کر نکلی میری جان
دل میرا لگتا نہیں محفل کے درمیان
قالب میرا ہے یہاں وہاں ہے میری جان
اس کو گر تو لا اُٹھا جلدی جا کر یار
لونڈی میں ہوجاؤں گی تری بے تکرار

جواب کالے دیو کا طرف سبز پری کے

گھر میں راجا کے ہے تو پریوں کی سردار
تجھ سے کرسکتا نہیں ہرگز میں انکار
تیری خاطر ہے مجھے سب سے یہاں سوا
پتا بتا معشوق کا لاؤں ابھی اٹھا

جاگنا شہزادہ کا نیند سے اور کہنا گھبرا کر

کوٹھا میرا کیا ہوا چھوٹا کدھر مکاں
سویا تھا میں کس جگہ آیا ہائے کہاں
نہ وہ میرے لوگ ہیں نہ وہ میری جا
خواب یہ میں ہوں دیکھتا جاگ رہا ہوں یا

© NCERT not to be republished

کہنا سبز پری کا شہزادے کا ہاتھ تھام کے

دیکھو تم میری طرف گھر کا مت لو نام   لونڈی مجھ کو جان کر کرو یہاں آرام
جو ہونا تھا سو ہوا جانے دو بس خیر   چلو پھرو کھاؤ پیو کرو باغ کی سیر
بتلاؤ اب حسب نسب اور تم اپنا نام   رہتے ہو کس کام میں ہوگا کہاں قیام

جواب شہزادہ گلفام کا

محلوں میں رہتا ہوں میں عیش ہے میرا کام   شہزادہ ہوں ہند کا نام مرا گلفام

چغلی کھانا لال دیو کا راجا اندر سے مثنوی میں

مہاراج کو حق رکھے شاد کام   نئی عرض ہے آج کرتا غلام
میں کھاتا تھا اس دم چمن کی ہوا   حقیقت وہ دیکھی کہ ہوش اڑ گیا
شجر ہے پرانا جو شمشاد کا   گزر واں ہے اک آدمی زاد کا
نہیں کرتی اصلا مری عقل کام   وہ انسان ہے یا کہ ماہِ تمام
اُسے کون لایا یہاں اپنے ساتھ   اسی فکر میں کب سے مَلتا ہوں ہاتھ

پوچھنا راجا اندر کا لال دیو سے غضب ناک ہو کر

ارے دیو تو ہے یہ کیا بک رہا   مرے باغ میں کام انساں کا کیا
ہوا کس طرح یاں بشر کا گذر   پرندوں کے دہشت سے جلتے ہیں پر
قدم رکھ سکے جن کی کیا جان ہے   فرشتوں کی یاں عقل حیران ہے
کسی دیو سے آشنائی نہ ہو   پری کوئی ساتھ اپنے لائی نہ ہو
اسے کھینچ لا پاس میرے شتاب   کہ غصّے سے ہے حال میرا خراب

© NCERT not to be republished

لانا لال دیو کا گلفام کو کھینچ کر روبرو راجا اندر کے اور عرض کرنا

حضوری میں حاضر ہے یہ شعلہ خو مہاراج صاحب نگہ روبرو
بجا آپ کا حکم لایا غلام چمن میں پہنچ کر کیا اپنا کام

پوچھنا راجا اندر کا گلفام سے سبب داخل ہونے کا پرستان میں

ارے کون ہے تو ترا کیا ہے نام سبھا تونے کی میری برہم تمام
تجھے لایا یاں کون اے بدصفات بیاں مجھ سے کر جلد یہ واردات

عرض کرنا گلفام کا راجا اندر سے عالمِ ہراس میں ہاتھ جوڑ کر

کہوں کیا فلک کا ستایا ہوں میں یہاں کھیل کر جی پہ آیا ہوں میں

کہنا راجا اندر کا لال دیو سے واسطے قید گلفام کے اور نکلوانا سبز پری کو اکھاڑے سے پر نوچ کر

ارے دیو کر قصد بیداد کا پکڑ ہاتھ اس آدمی زاد کا
کنواں وہ جو ہے قاف میں پُرخطر ابھی اس میں جاکر اسے قید کر
پری سبز جو ہے یہ آگے کھڑی خطا کی ہے اس بیسوا نے بڑی
سو تو نوچ کر اس کے پر اور بال اکھاڑے سے میرے ابھی دے نکال
اڑاتی پھرے خاک یہ کو بہ کو نہ آئے ہمارے کبھی رو برو

© NCERT not to be republished

آنا سبز پری کا جوگن بن کے پرستان میں

جوگن آتی ہے پری بن کے پرستان کے بیچ
سمرنیں ہاتھوں میں مُندرے ہیں پڑے کان کے بیچ
سر پہ انڈوا ہے رکھے منھ پہ رمائے ہے بھبھوت
سیلیاں ڈالے ہے گردن میں گریبان کے بیچ

حاضر کرنا کالے دیو کا جوگن کو سبھا میں اور عرض کرنا راجا اندر سے

مہاراج کیجے ادھر اب نگاہ
یہ جوگن ہے حاضر بحالِ تباہ
ملا کس خرابی سے اس کا نشاں
ہوا میں پرستاں میں ہر سو رواں

دیکھنا راجا اندر کا طرف جوگن کے اور دریافت کرنا حال جوگ کا

اری جوگن اے درد کی مبتلا
فقیروں کا کیوں بھیس تونے کیا
فدا کس پہ ہے کس پہ شیدا ہے تو
کوئی آدمی ہے پری یا ہے تو

جواب جوگن کا درد آمیز طرف راجا اندر کے اور عرض حال کرنا

مہاراج پوچھو نہ جوگن کا حال
فقیروں کا دل درد سے ہے نڈھال
مرا مجھ سے معشوق ہے چھٹ گیا
مرا راج اس دیس میں لٹ گیا

ٹھمری گانا جوگن کا سامنے راجا اندر کے بیچ دُھن بھیرویں کے

کہاں گیو گُیّاں شہزادہ جانی پیارا دل ترپے رے ہمارا
کہاں گیو
وا کا پتا کہوں لاگت ناہیں ڈھونڈھ پھری بن سارا
کہاں گیو

گلوری دینا راجا اندر کا جوگن کو محظوظ ہوکر اور جواب دینا جوگن کا نثر میں

پان لے کے کیا کروں، کسی سبزہ رنگ کا دھیان ہے۔ ہڈیاں چونا ہیں، بدن دھان پان ہے۔ عشق لہو پی پی کے رنگ لیا ہے۔ فراق نے قتل کا بیڑا اٹھایا ہے۔ گلوری لیے مجھے کیا تکتا ہے۔ فقیروں کا منھ کون کیل سکتا ہے۔

ہار دینا راجا اندر کا جوگن کو پھر جواب دینا جوگن کا اور ہار نہ لینا

ہار زنہار نہ لوں گی، دل کو خار ہے　　　اپنا گل عذار گلے کا ہار ہو تو بہار ہے

پھر غزل گانا جوگن کا بیچ دُھن بھیرویں کے

دل کو چین اک دم نہ چرخِ کہن ملتا نہیں　　　وہ مرا گلفام وہ گل پیرہن ملتا نہیں
کس طرح صرصر مرے گل کو اڑا کر لے گئی　　　گلشنِ عالم میں وہ رشکِ چمن ملتا نہیں

رومال دینا راجا اندر کا جوگن کو خوش ہوکر پھر جواب دینا جوگن کا ذو معنی میں

رومال انھیں دیجے جو تنگ دست ہیں۔ فقیر اپنی کملی میں مست ہیں۔ عشق کی گرمی نے مارا ہے۔ پشمینے سے کنارا ہے۔ راجا کے دور میں پلّے سے آئی ہوں۔ جو مانگوں سو پاؤں۔

اقرار کرنا راجا اندر کا جوگن سے

مانگ کیا مانگتی ہے

غزل گانا جوگن کا طلبِ گلفام میں

ہوتا ہے کوئی آن میں اب کام ہمارا　　　انعام میں دیجے ہمیں گلفام ہمارا
اب چاہ سے یوسف کو نکلواؤ ہمارے　　　گھٹتا ہے اندھیرے میں دل آرام ہمارا

پہچاننا راجا اندر کا سبز پری کو اور طلب کرنا لال دیو کو واسطے خلاصی گلفام کے

اے لال دیو اس طرف جلد آ　　بڑا مجھ کو جوگن نے دھوکا دیا
بناوٹ کی تھی ساری جادوگری　　نہیں آدمی سبز ہے یہ پری

ملنا گلفام کا سبز پری کو اور گفت وشنید حال ایام فراق کی آپس میں سوال

سبز پری کا

قہر تھا ہجر قیامت تھی جدائی تیری　　میرے خالق نے مجھے شکل دکھائی تیری

جواب شہزادے کا

خاک ہے منھ پہ ملی بال ہیں سر کے بکھرے　　ہائے اس عشق نے کیا شکل بنائی تیری

جواب سبز پری کا

مجھ پہ ہونا تھا جو کچھ ہوگیا اس کا نہیں غم　　ہوگئی قیدِ مصیبت سے رہائی تیری

جواب شہزادے کا

تو مرے آگے نکالی تھی گئی نوچ کے پر　　راجا تک پھر ہوئی کس طرح رسائی تیری

جواب سبز پری کا

بن کے جوگن ہوئی اندر کی سبھا میں داخل　　پھر یہاں چاہ مجھے کھینچ کے لائی تیری

© NCERT not to be republished

جواب شہزادے کا

کہہ کے راجا سے مجھے کس نے تجھے دلوایا
دشمنِ جاں تھی میری جان جدائی تیری

جواب سبز پری کا

ہے تمنّا یہ مرے دل میں کہ اب حشر تلک
فضل استاد سے دیکھوں نہ جدائی تیری

مبارک بادگانا سبز پری کا گلفام سے ہم بغل ہوکر ساتھ سب پریوں کے

شادیِ جلوۂ گلفام مبارک ہووے
عیش و عشرت کا سرانجام مبارک ہووے

بعد مدّت کے حسینوں کا نصیبا جاگا
فرشِ رحمت پہ اب آرام مبارک ہووے

سرو قمری کو سزاوار ہو بلبل کو گل
ہم کو یہ سروِ گل اندام مبارک ہووے

تخت پر ہم کو مبارک ہو جہاں میں پھرنا
غیر کو گردشِ ایّام مبارک ہووے

ہو چکے عشق میں بدنام بڑی مدّت تک
اب زمانے میں ہمیں نام مبارک ہووے

جعل سازوں کے نہ پھندے میں پھنسے طائرِ دل
گیسوؤں کا ہمیں اب دام مبارک ہووے

حوریں جنت کو مبارک ہوں فلک کو تارے
باغ کو گل ہمیں گلفام مبارک ہووے

چھینے شہزادے کو اب راجا نہ ہم سے استادؔ
یہ امانتؔ سحر و شام مبارک ہووے

(امانت لکھنوی)

© NCERT not to be republished

سوالات

1. اندرسبھا میں ڈراموں سے مماثلت کے کیا پہلو نکلتے ہیں؟
2. اوپیرا (Opera) کی تعریف کیا ہے اور اردو کا پہلا منظوم ڈراما کون سا ہے؟
3. راجہ کی محفل میں پکھراج پری کی آمد کا حال اپنے الفاظ میں لکھیے۔
4. اندرسبھا میں سبز پری کی آمد کا نقشہ کس طرح کھینچا گیا ہے؟
5. شہزادہ گلفام کو کیا سزا دی گئی اور کیوں؟

© NCERT not to be republished